خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کی تعلیمی و تبلیغی خدمات: ایک جائزہ

ڈاکٹر عصمت آراء☆

Abstract

The second Khalifa Rashid Hazrat Umer Farooq's services for Islam and the muslims are immense. He remained calif of the Islamic state for more than ten years. During his tenure as calif Hazrat Umer (RA) expanded the rule of Islam because of his extraordinary vision and intelligence and took bold decisions in contemporary realities in the light of the pure Islamic spirit. His concentration were specially in the fields of system of education and the propagation of Quran and the tradition of the Holy Prophet S.A.W.W, using modern methods of his time. He was specifically known in the history for keeping a vigil on the conditions of the common citizens. For this purpose he invented a system of appointing persons specially reporting to the Ameer about the genuine conditions of the people and behavior of the government functionary.

He used the institution of Masjid, Mehrab and member for getting information about the peoples conditions beside namaz and religious services. Thus he poineered the art of Public Relations in the society.Hazrat Umer's tenure is also known in the history for victories of Islamic forces and expansion of Islamic rule. He infact used war and Qital only to propagate the teachings of Islam and bringing the unbelievers into the fold of Islam.The paper sheds light on the dynamism of the leadership of Hazrat Umer Farooq in the light of reliable sources of history specially in educating the Ummah and propagation of the message of Allah Almighty.

☆ (اسسٹنٹ پروفیسر)، شعبۂ ابلاغ عامہ، جامعہ کراچی۔

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروقؓ کی تعلیمی وتبلیغی خدمات: ایک جائزہ

حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ آپؓ کی زندگی قبولیتِ اسلام سے تا شہادت اسلام اور مسلمانوں کے لئے موجبِ رحمت ہی رہی۔ حضرت عمرؓ نے دس برس سے زائد عرصے تک مملکتِ اسلامیہ کی باگ ڈور سنبھالی۔ آپؓ نے اس پورے عرصۂ اقتدار میں مختلف جہات میں بڑی تندہی سے کام کیا۔ امورِ مملکت کے ساتھ ساتھ تدریس وتعلیم، معاملاتِ قضاء وقدر، نومسلمین، دشمنانِ اسلام، میدانِ جنگ، رعایا کی خبرگیری، وسعتِ دعوتِ اسلام کی عملی کوششیں، غرض کوئی شعبہ و گوشۂ زندگی ایسا نہ تھا جس میں آپؓ نے وقت اور حالات کے تقاضوں کے تحت کچھ نیا، مختلف اور ضروری نہ کیا ہو۔ ذیل میں اسلام کی تبلیغ وتعلیم کے اہتمام کے لئے آپؓ کی کی جانے والی کوششوں کا ایک مختصر احوال قلمبند کیا گیا ہے۔

خلیفۂ ثانی کے مختصر حالاتِ زندگی:

خلیفہ دومؓ حضرت عمرؓ ہجرت نبوی ﷺ سے تقریباً ۴۰ برس اور یوم الفجار سے ۴ برس پہلے پیدا ہوئے۔ (ابن خلدون، حصہ اول، ۱۹۸۱ء) (۱) آپؓ کا نام عمر تھا اور لقب فاروق تھا۔ آپؓ کا تعلق قریش کی ایک شاخ بنوعدی سے تھا۔ آٹھویں پشت پر آپ کا سلسلۂ نسب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نسب سے جاملتا تھا۔ (رفیق: ۲۰۰۸ء) (۲)

حضرت عمرؓ بچپن میں اونٹ چرایا کرتے تھے۔ جوان ہوئے تو لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیا۔ آپ علم الانساب، شہسواری اور سپاہ گری جانتے تھے۔ خطابت اور پہلوانی بھی کرتے تھے۔ عکاظ کے میلے میں پہلوانوں کے مقابلے میں شرکت کرتے تھے۔ (ایضاً) (۳) شہسواری میں یہ کمال حاصل تھا کہ گھوڑے پر اچھل کر سوار ہوتے تھے کہ بدن کو مطلق حرکت نہ ہوتی تھی۔ (ابن خلدون، حصہ اول، ۱۹۸۱ء) (۴) حضرت عمرؓ کا پیشہ تجارت تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ اے اللہ! عمر بن خطاب یا ابوجہل میں سے کسی کو مسلمان بنا کر اسلام کو معزز وسربلند کردے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا حضرت عمرؓ کے حق میں قبول کی۔ حضرت عمرؓ کے قبولیت اسلام کے بارے میں سنن ابن ماجہ میں روایت ہے کہ:

> ''ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لائے تو جبرئیل نازل ہوئے اور بولے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آسمان والوں نے عمر کے قبول اسلام کی خوشی منائی۔'' (ابن ماجہ، جلد اول، حدیث نمبر ۱۰۸، ۱۹۸۶ء) (۵)

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے واقعے نے قریش کے تمام قبائل پر اثر ڈالا۔ ان میں سے بہت سوں کے دل اسلام کے لئے

بے چین تھے۔لیکن قریش کی ایزاءرسانیوں کا خوف ان کے قبولِ اسلام میں مانع تھا۔ان لوگوں نے جب دیکھا کہ حضرت عمرؓ اسلام لے آئے ہیں اور انہوں نے اپنی طاقت و جرأت کے بل پر قریش کو اتنا مرعوب کر دیا ہے کہ بغیر کسی مزاحمت کے مسلمانوں کے ساتھ کعبے میں نماز پڑھی ہے تو وہ سب کے سب یہ سمجھ کر کہ قریش اب ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ،اللہ کے دین میں داخل ہو گئے ۔اس وقت قریشیوں نے ایک دوسرے کہنا شروع کر دیا

''حمزہؓ اور عمرؓ کے اسلام نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کو قریش کے تمام قبائل میں پھیلا دیا ہے۔''
(ہیکل، ۲۰۰۲ء)(۶)

ابن مسعودؓ کہتے ہیں ''حضرت عمرؓ کا اسلام لانا اسلام کے لئے فتح تھی اور ان کی ہجرت نصرت اور مدد تھی اور ان کی امارت اور خلافت رحمت تھی اور ہم جب تک کہ عمر اسلام نہیں لائے کعبہ کے پاس نماز نہ پڑھ سکتے تھے جب یہ اسلام لائے تو قریش سے لڑے یہاں تک کہ ہم نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔'' (ابن ہشام، جلد اول، ۱۹۹۴ء)(۷)

عمر تلمسانی نے اپنی کتاب ''شہید المحراب عمر بن الخطاب'' میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئیوں میں ایک پیش گوئی کا تذکرہ اسد الغابہ میں ان الفاظ میں کئے جانے کا تذکرہ کیا ہے کہ

''میرے بعد تم کچھ نئے کام کرو گے ان میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ کام ہوں گے جو عمر جاری گا۔''
(تلمسانی، ۱۹۹۷ء)(۸)

جنگِ یمامہ میں حفاظِ کرام کی شہادت پر حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے اصرار کیا کہ آپؓ جمع قرآن کا حکم صادر فرمادیں۔کافی تردد کے بعد حضرت ابوبکرؓ مان گئے اور حضرت زید بن ثابت نے اس کام کا آغاز کیا۔یوں جمعٔ قرآن کے اس عظیم کام آغاز حضرت عمرؓ کے کہنے پر ہی ہوا۔(بخاری، جلد دوم، ۱۹۸۵ء)(۹)

خلافت کی ذمہ داریاں سنبھالنے کے بعد فاروقِ اعظم کی اشاعتِ اسلام کی خدمات:

حضرت عمرؓ کی نامزدگی بہ طور خلیفۃ المسلمین:

حضرت عمرؓ کی خلافت کے لئے نامزدگی حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں تحریری طور پر کر دی تھی۔ (طبری، جلد دوم، حصہ دوم، ۲۰۰۳ء)(۱۰) اس کے ساتھ ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ کا عرصہ علالتِ مرگ، جو پندرہ روز بتایا جاتا ہے اس دوران آپؓ مسجد نہیں جاتے تھے اور آپؓ نے حضرت عمرؓ کو امامتِ نماز کا حکم دیا جو حضرت ابوبکرؓ کے حضرت عمرؓ پر اعتماد کا بیّن ثبوت ہے۔ (الصلابی، جلد دوم، ۲۰۱۱ء)(۱۱)

حضرت عمرؓ کا پہلا خطبہ:

حضرت عمرؓ نے خلیفہ بننے کے بعد جو پہلا خطبہ دیا اس کے متعلق کئی روایتیں اور ان کے متن میں فرق موجود ہے۔ابن سعد

نے اس خطبے کے بارے میں تین روایات درج کی ہیں۔ پہلی روایت حسن سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تدفین سے فارغ ہو کر کھڑے ہوئے او خطبہ دیا فرمایا کہ

> ''اللہ نے تم لوگوں کو میرے ساتھ شامل کیا اور مجھے تمہارے ساتھ شامل کیا۔ اس نے مجھے میرے دونوں صاحبوں کے بعد باقی رکھا، واللہ تمہارا جو معاملہ میرے سامنے آئے گا تو اس میں کوئی شخص بغیر میرے حکم کے والی نہیں ہوگا اور جو معاملہ میری نظروں سے باہر ہوگا تو میں اس میں امانت و کفایت کے ساتھ اپنی کوشش صرف کروں گا اگر لوگ احسان کریں گے تو میں بھی ضرور ضرور ان کے ساتھ احسان کروں گا، اور اگر بدی کریں گے تو میں ضرور ضرور انہیں سزا دوں گا۔ راوی نے کہا کہ واللہ انہوں نے اس پر کچھ زیادہ نہ کیا یہاں تک کہ دنیا کو چھوڑ گئے۔ (یعنی جو کہا وہی کیا)'' (ابن سعد، حصہ دوم، ۱۹۸۳ء) (۱۲)

اسی تسلسل کی ایک اور روایت کے مطابق حضرت عمرؓ نے منبر پر چڑھ کے سب سے پہلے جو کلام کیا تھا وہ یہ تھا کہ:

> اے اللہ میں سخت ہوں لہذا مجھے نرم کر دے۔ میں کمزور ہوں مجھے توانا کر دے اور میں بخیل ہوں مجھے سخی کر دے۔ (ایضاً) (۱۳)

اولیاتِ فاروقیؓ:

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور خلافت میں نظام حکومت و معاشرت میں بہت سی نئی چیزوں کو ایجاد کیا۔ یہ تصورات اسلامی مملکت میں انہوں نے ہی رائج و آغاز کئے۔ اس لئے ان کے لئے اولیات کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون نے ان اولیات کی ایک فہرست یکجا کی ہے جس کے مطابق حضرت عمرؓ نے بیت المال اور عدالتیں قائم کیں، قاضی مقرر کئے۔ تاریخ و سنہ ایجاد کیا۔ امیر المومنین کا لقب اختیار کیا۔ ممالکِ مفتوحہ کو صوبوں پر تقسیم کیا۔ راتوں کو گشت کر کے رعایا کا حال دریافت کرنا اپنا معمول بنایا۔ مہمان خانے تعمیر کرائے۔ مکہ معظمہ سے مدینہ تک مسافروں کے لئے مکانات اور کنوئیں بنوائے۔ مساجد میں حفظ کا طریقہ اختیار کیا۔ وغیرہ (ابن خلدون، حصہ اول، ۱۹۸۱ء) (۱۴)

نئی دینی پابندیوں کے موجد:

دینی امور میں حضرت عمرؓ کی ذاتی دلچسپی کا ہی نتیجہ ہے کہ انھوں نے کچھ نئی دینی پابندیاں ایجاد کیں ان کے متعلق ڈاکٹر طٰہ حسین لکھتے ہیں کہ:

> ''آپؓ بعض ایسی دینی پابندیوں کے موجد ثابت ہوئے جو اپنی موجودہ شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبرؓ کے ادوار میں نہ تھیں۔ اس میں ماہ رمضان میں نماز تراویح کی باجماعت ادائیگی شامل

ہے۔حضرت ابو بکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی بھی فعل میں ادنیٰ سا بھی اضافہ کرنا مناسب نہیں سمجھا لیکن حضرت عمرؓ نے اس خیال سے کہ مسلمان دور و نزدیک پہنچ رہے ہیں۔اقلیم وکشور فتح کر رہے ہیں ممکن ہے مرکز سے یہ دوری اور یہ بُعد انھیں اوامر و نواہی کے باب میں تغافل شعار بنا دے لہٰذا انھوں نے تقلید میں اجتہاد کا رنگ بھر دیا اور خالص اسلام کی خاطر کچھ نئی سنتیں رائج کر دیں۔'' (حسین،س ن)(۱۵)

حضرت عمرؓ نے قرآنی آیات اور احادیث کی مصلحتوں کو سمجھ کر وقت اور حالات کے مطابق ان میں اجتہاد کیا مثلاً قرآن کریم میں مصارف زکوٰۃ کے حوالے سے ایک مصرف نومسلموں کی تالیف قلبی کا بھی بیان کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ اسی عمل پر کاربند رہے اور وہ زکوٰۃ کی ادائیگی نومسلم افراد کی تالیف قلبی کے لئے بھی کرتے رہے لیکن حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں نومسلموں کو زکوٰۃ میں سے رقم ادا کرنی بند کر دی اور فرمایا کہ

''اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو عزت دے دی ہے اب وہ کسی کا محتاج نہیں رہا۔'' (عمر، ۱۹۵۵ء)(۱۶)

مجلس شوریٰ کا قیام:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشورہ لینے کو پسند فرماتے تھے اور بالخصوص جنگی پیش قدمی سے پہلے مشورہ ضرور کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے مشورہ لینے کے اس عمل کو باقاعدہ ادارے کی شکل دی۔خلافت اسلامیہ کے اس نظام میں کوئی کام بغیر اہل الرائے صحابہ کے مشورے کے انجام نہ پاتا تھا۔خاص حالات و معاملات میں عامۃ المسلمین سے بھی مشورہ لینے کا اہتمام کیا جاتا۔روزانہ پیش آنے والے مسائل کے لئے اہل الرائے صحابہ کی مجلس شوریٰ تھی۔اس کے ممتاز ارکان میں حضرت علیؓ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابتؓ شامل تھے۔(ندوی، جلد اول، ۱۹۷۵ء)(۱۷)

حضرت عمرؓ فاروق کے فروغِ اسلام کے لئے استعمال کردہ ابلاغی ذرائع:

حضرت عمرؓ فاروق نے فروغِ اسلام کے لئے کئی طرح کے ابلاغی ذرائع استعمال کیے۔ان ذرائع ابلاغ کے حوالے سے آپؓ کے اصول ڈاکٹر لیاقت علی نیازی نے یہ بیان کئے ہیں۔

i۔ ہجو کہنے والے شاعروں کو سزا دی۔

ii۔ اشعار میں عورتوں کے ذکر سے منع کیا۔

iii۔ مسجد بہترین ذریعہ ابلاغ رہی مساجد میں وعظ کا طریقہ کار جاری کیا۔(نیازی، ۱۹۹۵ء)(۱۸)

حضرت عمرؓ کے استعمال کردہ ان ابلاغی ذرائع کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

(۱) حساب کتاب کے لئے رجسٹر کی تیاری:

حضرت عمرؓ عربوں میں پہلے شخص تھے جنھوں نے حساب کتاب کے لئے با قاعدہ رجسٹر بنوائے اور یہ رجسٹر مختلف زبانوں میں ہوتے تھے مثلاً شام کے رجسٹر رومی زبان میں تھے، عراق کے فارسی اور مصر کے قبطی زبان میں تھے ان رجسٹروں کے کام کو دیکھنے کے لئے مجوسی اور عیسائی افراد مقرر کئے جو اس کے ماہر تھے۔ (عمر، ۱۹۵۵ء) (۱۹)

اسی طرح آپؓ نے دستاویزات اور معاہدات کو محفوظ رکھنے کی غرض سے ایک صندوق بھی تیار کروایا۔

مختلف علاقوں میں بھیجے جانے والے حاکموں کے کام تفصیل اور عہدے کے نام الگ الگ تھے۔ عام انتظام، جہاد کی تیاری اور نماز قائم کرنے کے لئے امیر مقرر تھے۔ اسی طرح قضاء اور بیت المال کے لئے معلم اور گورنر تعینات کئے۔ (ایضاً) (۲۰)

(۲) عہد فاروقیؓ کا نظام تعلیم:

فاروقی نظام تعلیم کا بنیادی نصاب قرآن دحدیث تھا لہٰذا اس نصاب کی تعلیم کے لئے انہوں نے کئی طریقے اختیار کئے۔

۱۔ قرآن مجید کی تعلیم کے فروغ کے لئے پہلا کام انہوں نے تعلیم القرآن پر مامور افراد کے لئے وظیفے کا اعلان کیا۔ ان معلمینِ قرآن اور اذان دینے والے افراد کی تنخواہیں مقرر کی گئیں۔

۲۔ جبراً تعلیم القرآن: حضرت عمرؓ کے دور میں بدوؤں کے لئے قرآن کی تعلیم لازمی قرار پائی ابوسفیان کو چند آدمیوں کے ساتھ اس کام پر مقرر کیا گیا تھا وہ قبائل میں پھر کر ہر شخص کا امتحان لیتے جس کو قرآن کا کوئی حصہ یاد نہ ہوتا اسے سزا دی جاتی تھی۔ سورۃ بقرہ، النساء، مائدہ، حج اور نور جس میں احکام ہیں، ان کا یاد کرنا ضروری قرار دیا۔ (ندوی، جلد اول، ۱۹۷۵ء) (۲۱)

۳۔ قرآن کریم کے صحتِ اعراب وصحتِ تلفظ کا بھی اہتمام کیا، اس کے لئے انہوں نے ہر جگہ تاکیدی احکام بھیجے کہ صحت الفاظ اور صحت تلفظ کی بھی تعلیم دی جائے۔ (نعمانی، ۱۸۹۸ء) (۲۲)

۴۔ ادب اور عربیت کی تعلیم کا حکم دیا تاکہ لوگ خود اعراب کی صحت وغلطی کی تمیز کرسکیں، یہ بھی حکم تھا کہ کوئی شخص جو لغت کا عالم نہ ہو قرآن نہ پڑھائے۔ (ایضاً) (۲۳)

۵۔ قرآن کے طلباء کے وظائف مقرر کئے ان تدبیروں سے ہزاروں حفاظ قرآن پیدا ہوئے۔ (ندوی، جلد اول، ۱۹۷۵ء) (۲۴)

۶۔ مکاتب میں لکھنا بھی سکھایا جاتا تھا تمام اضلاع میں یہ حکم بھیجا بچوں کو شہسواری اور کتابت کی تعلیم دی جائے۔

۷۔ دور فاروقی میں ۵ بزرگ صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے ہی میں پورا قرآن حفظ کرلیا تھا۔ آپؓ نے ان کو شام جا کر قرآن کی تعلیم دینے کو کہا۔

ان حفاظ میں معاذ جبل، عبادہ بن الصاحت ابی، بن کعب، ابوایوب اور ابوالدرداء شامل تھے ان میں ابوالدرداء کا طریقہ کار یہ تھا کہ صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد میں بیٹھ جاتے آپ نے دس آدمیوں کی ایک علیحدہ جماعت بنائی اور ہر جماعت میں ایک قاری

کو مقرر کیا جو قرآن پڑھاتا اور آپ خود ٹہلتے ہوئے قرآن سنتے۔ (نعمانی، ۱۸۹۸ء) (۲۵)

۸۔ حضرت عمرؓ نے اسلام اور قرآن کے مختلف امور کی وضاحت کی ذمہ داری مختلف صحابہ کرامؓ کو سونپی تھی، آپؓ فرمایا کرتے تھے۔

''اے لوگو! جس کو قرآن کریم کے متعلق کچھ پوچھنا ہو وہ ابیؓ بن کعب کے پاس جائے، جس کو فرائض اور واجبات کے متعلق پوچھنا ہو وہ زیدؓ بن ثابت کے پاس جائے جس کو فقہ کا کوئی مسئلہ دریافت کرنا ہو وہ معاذؓ بن جبل کے پاس جائے اور جس کو مالی امور کے متعلق کوئی بات سمجھنی ہو وہ میرے پاس آئے کیونکہ خدا تعالیٰ نے مجھے مسلمانوں کے اموال کا خازن اور تقسیم کرنے والا بنایا ہے۔'' (عمر، ۱۹۵۵ء) (۲۶)

(۳) خبر نویسی/اطلاعات کے حصول کے ذرائع:

حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرؓ کے بارے میں بیان کیا ہے۔

''خدا کی قسم حضرت عمرؓ اپنی رعایا کے بارے میں بخوبی واقف تھے''۔ (طبری، جلد سوم، حصہ اول، ۲۰۰۳ء) (۲۷)

اپنی رعایا کے بارے میں اطلاعات بھی دو مختلف صورتوں میں حاصل کی جاتی ہیں ان کے مقاصد بھی مختلف تھے۔

الف۔ جاسوسی

ب۔ پرچہ نویسی

(الف) جاسوسی:

خبروں کے حصول کا ایک ذریعہ جاسوسی تھا جس کا بنیادی مقصد دشمن کی نقل و حرکت پر نظر رکھنا تھا۔ اس مقصد کے لئے آپ سپہ سالاروں کو مستقل تاکید کرتے رہتے جاسوسی کے اس نظام کے متعلق حضرت عمرؓ نے سعد بن ابی وقاصؓ کو لکھا:

''جب تم دشمن کی سرزمین پر اترو تو اپنے دشمن کے درمیان جاسوس پھیلا دو۔ ہم پر دشمن کا ہر اقدام آشکارا رہنا چاہئے۔ اس کام کے لئے خالص عربی یا جن پر تمہیں مکمل اعتماد اور اطمینان ہو ان لوگوں کو منتخب کرو کیونکہ جھوٹے آدمی کی خبر کوئی فائدہ نہ دے چاہے وہ بعض اوقات سچ بھی بول دے اور خائن تمہارے لئے جاسوسی تو کرسکتا ہے یہ تمہارے لئے جاسوسی نہیں کرسکتا اور جیسے ہی دشمن کی سرزمین کے قریب پہنچو تو بہت سے ہراول دستے اور چھوٹے چھوٹے لشکر اپنے آگے ارسال کردو۔ یہ ہراول دستے دشمن کی خبریں لائیں گے جبکہ لشکر دشمن کی کمک اور دیگر مفادات کو نقصان پہنچالیں گے۔ مخبر دستوں کے لئے بڑے جنگجو اور ذہین ترین لوگوں کا انتخاب کرو انہیں نہایت عمدہ گھوڑے فراہم کرو اگر ان کا دشمن کے کسی دستے سے ٹکراؤ ہو جائے تو ان سے سب سے پہلے ٹکرانے والے یہی بہترین افراد ہوں گے''۔ (الصلابی، جلد دوم، ۲۰۱۰ء) (۲۸)

(ب) پرچہ نویسوں کی تعیناتی:

خبروں کے حصول کا دوسرا ذریعہ پرچہ نویسوں کی تعیناتی تھی جس کا مقصد اسلامی لشکروں کے انتظامات، گورنروں، فوجی کمانڈروں اور عام فوجیوں کے حالات جاننا تھا۔ حضرت عمرؓ لوگوں کی سیرت، ذاتی معاملات، شخصی کردار اور فوجی معاملات کے ایک ایک جز سے ذاتی طور پر آگاہ رہنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ انھوں نے ہر لشکر اور ہر چھاؤنی میں ایسے مستعد اور دیانت دار جاسوس مقرر کر رکھے تھے جو ایک ایک بات کی صحیح صحیح اطلاع امیر المومنین کو پہنچاتے تھے۔ (ایضاً) (۲۹)

ان پرچہ نویسوں سے انہیں فوج کی ہر بات کی خبریں پہنچتی رہتیں۔ جس سے کسی بھی قسم کی بے اعتدالی کی خبر ان تک پہنچ جاتی اور وہ فوراً اس کا تدارک کر دیتے تھے جس سے اوروں کو بھی عبرت ہوتی تھی۔ ایران کی فتوحات میں عمرو معدی کرب نے ایک مرتبہ اپنے لشکر کی شان میں گستاخانہ کلمہ کہہ دیا تھا حضرت عمرؓ نے عمرو معدی کرب کو تحریر کے ذریعے متنبہ کیا جس کے بعد پھر کبھی کسی کی ایسی جرات نہیں ہوئی۔ (نعمانی، ۱۸۹۸ء) (۳۰)

(۴) احادیث کی نقول کی تیاری:

حضرت عمرؓ کئی احادیث کے گواہ تھے۔ اور وہ قرآن کریم کی طرح احادیث کی تدوین بھی کرنا چاہتے تھے اور اس مقصد کے لئے انھوں نے ایک ماہ تک استخارہ کیا لیکن جب جواب نہیں ملا تو اس خیال کو ترک کر دیا۔ تاہم آپؓ نے مختلف احادیث نبوی ﷺ نقل کرا کے حکام کے پاس روانہ کیں تا کہ اس کی عام اشاعت ہو۔ اس کے ساتھ ہی آپؓ نے مشاہیر صحابہ کو مختلف ممالک میں حدیث کی تعلیم کے لئے بھیجا۔ (ندوی، ۱۹۸۷ء) (۳۱)

(۵) علمِ فقہ کی ترویج و اشاعت کے ذرائع:

علمِ قرآن و حدیث کے بعد آپؓ نے علم فقہ پر خصوصی توجہ دی۔ آپ بالمشافہ اپنے خطبوں اور تقریروں میں مسائل فقہ بیان کرتے تھے۔ دور دراز ممالک کے حکام کو فقہی مسائل تحریر کر کے بھیجنے کا اہتمام کرتے تھے۔ فقہی مسائل کو حضرت عمرؓ صحابہ کرام کے مجمع میں پیش کر کے طے کراتے تھے۔ (ایضاً) (۳۲) اور اس مقصد کے لئے مسجد کا استعمال کرتے تھے۔ آپؓ نے مختلف اضلاع کے لئے جن عمال اور افسروں کا تقرر کیا ان کا انتخاب عالم اور فقیہ ہونے کی بناء پر کیا تا کہ ان اضلاع میں اگر فقہی مسائل پیش آئیں تو یہ عمال اور افسران ان کو بروقت حل کر سکیں۔

اس کے ساتھ ہی تمام ممالکِ محروسہ میں فقہا مقرر کئے جو مذہبی تعلیم دیتے اور دین کی اس خدمت کو حضرت عمرؓ نے بامعاوضہ رکھا (ایضاً) (۳۳) تا کہ یہ فقہا اپنی گھریلو معاشی ضروریات سے بے پرواہ ہو کر تن وہی سے دین کی خدمت انجام دے سکیں۔

علامہ شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق میں فقہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

''حدیث کے بعد فقہ کا رتبہ ہے اور چونکہ مسائل فقیہہ سے ہر شخص کو ہر روز کام پڑتا ہے اس لئے حضرت عمرؓ نے اس کو اس قدر اشاعت دی کہ آج باوجود بہت سے نئے وسائل پیدا ہو جانے کے یہ نشر و اشاعت ممکن نہیں۔''

(نعمانی، ۱۸۹۸ء)(۳۴)

حضرت عمر نے مسائل فقیہہ کی ترویج کے لئے جو تدبیریں اختیار کیں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ حضرت عمرؓ خود بالمشافہ مذہبی احکامات کی تعلیم دیتے تھے۔ جمعہ کے دن جو خطبہ پڑھتے تھے، اس میں تمام ضروری احکام اور مسائل بیان کرتے تھے۔ حج کے خطبہ میں حج کے مناسک اور احکام بیان فرماتے تھے۔ موطا امام محمد میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرفات میں خطبہ پڑھا اور حج کے تمام مسائل تعلیم کئے۔ اسی طرح شام و بیت المقدس وغیرہ کے سفر میں وقتاً فوقتاً جو مشہور اور پر اثر خطبے پڑھے ان میں اسلام کے تمام مہمات اصول اور ارکان بیان کئے اور چونکہ ان مواقع پر مسلمان بڑی تعداد میں جمع ہوتے تھے اس لئے ان مسائل کا ابلاغ عام ہو جاتا تھا۔ دمشق میں جابیہ کے مقام پر آپؓ نے جو مشہور خطبہ پڑھا فقہا نے اس کو بہت سے مسائل فقیہہ کے حوالے میں جابجا نقل کیا ہے۔

۲۔ وقتاً فوقتاً عمال اور افسروں کو مذہبی احکام اور مسائل لکھ لکھ کر بھیجا کرتے تھے مثلاً نماز پنجگانہ کے اوقات کے متعلق تمام عمال کو ایک مفصل ہدایت نامہ بھیجا۔ چنانچہ امام مالک نے اپنی کتاب موطا میں بعینہ اس کی عبارت نقل کی ہے۔ اسی طرح آپؓ نے دو نمازوں کے جمع کرنے کی نسبت ممالک مفتوحہ میں یہ تحریری اطلاع بھیجی کہ ناجائز ہے۔

۱۴ھ میں جب نماز تراویح کا جماعت کے ساتھ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں باقاعدہ اہتمام کیا تو تمام اضلاع کے افسروں کو لکھا کہ ہر جگہ اس کے مطابق عمل کیا جائے۔ زکوٰۃ کے متعلق تمام احکام مفصل لکھ کر ابو موسیٰ اشعری اور دیگر ملکی کافسران کے پاس بھیجے اس تحریر کا عنوان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے امام مالک کے حوالہ سے یہ نقل کیا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ھذا کتاب الصدقۃ۔''

۳۔ حضرت عمرؓ جن فقہی احکامات کی فرامین کے ذریعے اشاعت کرتے تھے وہ ایک لحاظ سے دستور عمل کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس لئے ہمیشہ یہ احتیاط کرتے کہ وہ مسائل اجماعی اور متفق علیہ ہوں۔ چنانچہ بہت سے مسائل جن میں صحابہ کا اختلاف تھا ان کو آپؓ پہلے مجمع صحابہ میں پیش کر کے طے کرا لیتے۔ مثلاً چور کی سزا۔ (ایضاً)۳۵

(۶) نومسلموں کی تربیت کے لئے معلّمین کی تقرری:

عہد فاروقی میں فتوحات کے زیر اثر مملکت اسلامیہ کی حدود کی توسیع کے ساتھ قبیلے کے قبیلے اسلام قبول کر رہے تھے۔ ان نومسلمین کو اسلام کی اصل روح سے آشنا کرنا ایک اہم کام تھا حضرت عمرؓ نے اس سلسلے میں ذاتی دلچسپی لی اور بمطابق ٹی ڈبلیو آرنلڈ:

''حضرت عمرؓ نے ہر ایک ملک میں معلم مقرر کئے جن کا یہ کام تھا کہ نومسلموں کو قرآن کی تعلیم دیں اور احکام دین سمجھائیں۔ قاضیوں کو بھی اس بات کا حکم دیا گیا کہ وہ سب مسلمانوں کی خواہ وہ بوڑھے ہوں یا جوان، نگرانی

کریں اوار دیکھیں کہ یہ لوگ نماز کے لئے اور خاص کرنماز جمعہ اور ماہ رمضان میں حاضر ہوتے ہیں یا نہیں۔
نومسلموں کی تعلیم کی اہمیت اس بات سے ظاہر ہے کہ شہر کوفہ میں یہ خدمت جس معزز عہدہ دار کے سپرد تھی وہ بیت المال کا خازن تھا۔'' (آرنلڈ، ۱۹۷۲ء)(۳۶)

(۷)منبر ومسجد:

حضرت عمرؓ کے دور میں منبر و مسجد کو دینی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا رہا نماز کی ادائیگی کے علاوہ آپؓ منبر کو اعلانات اور فیصلوں کیلئے استعمال کرتے تھے۔آپؓ خطبات منبر پر تشریف فرما ہوکر ہی دیتے تھے گویا منبر رشد وہدایت اور دین فہمی کا ایک ذریعہ تھا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے سائب سے روایت کی ہے کہ:

> ہم عمرؓ کے زمانے میں نماز پڑھتے ہوتے تھے پھر جب عمرؓ نکلتے اور منبر پر بیٹھ جاتے تو نماز پڑھنا بند کردیتے تھے اور بات کرتے تھے اور بسا اوقات عمرؓ اپنے پاس والوں کی طرف متوجہ ہوکر بازار کا اور درہموں کا سوال کر لیتے (یعنی اشیاء کے بھاؤ کس حساب فی درہم فروخت کرتے) حالانکہ مؤذن اذان دیتا ہوا ہوتا تھا پھر جب مؤذن خاموش ہوتا تو عمرؓ کھڑے ہوتے اور کلام کرتے اب ہم نہیں بولتے تھے یہاں تک کہ وہ اپنے خطبے سے فارغ ہوجائیں۔(دہلوی، جلد دوم، س ن)(۳۷)

مسجد کا ایک استعمال قضاء کے فیصلوں کے لئے بھی کیا جاتا تھا۔حضرت عمرؓ کے دور میں مسجد میں نماز کے علاوہ بیٹھنے پر پابندی تھی (عمر، ۱۹۵۵ء)(۳۸) مختلف معاملات اور عام مسائل کے بارے میں لوگوں کی رائے کے حصول کے لئے آپؓ مسجد ہی میں ان سے استفسار کرتے اور پھر اپنی اور مسجد سے حاصل کردہ صحابہ کرامؓ کی رائے کو مجلس شوریٰ میں پیش کرتے اور مجلس شوریٰ کی حتمی منظوری کے بعد اس رائے کو اختیار کرتے تھے۔(ایضاً)(۳۹)

حضرت عمرؓ نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسعت دی اور اس کے رقبے میں اضافہ کیا۔اس کے ساتھ ہی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک گوشے میں چبوترا بنوایا تا کہ جس کو بات چیت کرنا یا شعر پڑھنا ہو وہاں چڑھ کر پڑھے۔(ندوی، ۱۹۸۷ء)(۴۰) چبوترا جو کہ سطح زمین سے اونچا ہوتا ہے لہٰذا اسے ایک طرح سے بہ طور ذریعہ ابلاغ ہی استعمال کیا گیا کیوں کہ چبوترے پر چڑھ کر کلام کرنے سے مقرر کو حاضرین دیکھ بھی سکتے ہیں اور مقرر بھی حاضرین پر نظر رکھ سکتا ہے۔اسی طرح آواز بھی مجمع میں دور تک پہنچتی ہے۔ جس سے بڑی تعداد میں موجود حاضرین سے ابلاغ آسان ہو جاتا ہے اور مقرر اور حاضرین ایک دوسرے کے چہرے کے تاثرات سے بھی آگاہ رہتے ہیں۔

(۸)شاعری:

دیگر خلفائے راشدینؓ کی طرح، حضرت عمرؓ بھی اعلیٰ شعری ذوق کے حامل تھے۔ وہ مختلف شعراء کے اشعار موقع محل کی

مناسبت سے پڑھتے تھے۔ تاہم ڈاکٹر علی محمد الصلابی نے مختلف ناقدین کے حوالوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت عمر خود شاعر نہیں تھے البتہ اچھے اشعار سننے اور پڑھنے کا ذوق رکھتے تھے۔ (الصلابی، جلد اول، ۲۰۱۰ء) (۴۱)

ایک مرتبہ آپؓ نے گورنر عراق ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا: اپنے ہاں لوگوں کو اچھے شعر کہنے کی ترغیب دلاؤ۔ اچھے اشعار سے اخلاق کی بلندیاں، صوابدیدی صلاحیت اور اسباب کی معرفت حاصل ہوتی ہے، سیدنا عمرؓ سمجھتے تھے کہ اہل جاہلیت کا سب سے بڑا علم شعر گوئی ہی تھا۔

ایک موقع پر فرمایا: ''ہم لوگوں کا علم اشعار میں تھا۔ اسلام آیا تو اہل عرب جہاد کی طرف مائل ہونے اور رومیوں سے معرکہ آرائی میں مصروف ہو گئے۔ اسی طرح شعر گوئی سے غافل رہنے لگے۔'' (ایضاً) (۴۲)

(۹) حضرت عمرؓ کے خطبات:

حضرت عمرؓ ایک شعلہ بیاں خطیب تھے۔ آپؓ اپنے خطبات میں مسلمانوں کو دین اسلام کے رموز و اسرار سمجھاتے اور دینی امور کے گوش گزار کرتے تھے۔ ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے آپؓ کے خطبات کا احوال بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ:

''حضرت عمرؓ ہر روز چھٹے وقت گھر سے باہر آ جاتے اور منبر پر بغرض تقریر بیٹھ جاتے۔۔۔۔ اور عقل و حکمت کے موتی لوٹنے کی غرض سے لوگ جوق در جوق پہنچ جاتے تھے۔'' (حسین، س ن) (۴۳)

(۱۰) حضرت عمرؓ کے خطوط:

ڈاکٹر خورشید احمد فارِق نے حضرت عمر فاروقؓ کے ۲۵۴ خطوط اپنی کتاب ''حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط'' (فارِق، ۱۹۷۸ء) (۴۴) میں یکجا کیے ہیں۔ دیگر خلفائے راشدین کے خطوط کی طرح ان خطوط میں بھی کئی خطوط کی مختلف ماخذات سے حاصل ہونے والی ایک سے زائد صورتیں یکجا ہیں۔ ان ایک سے زائد شکلوں والے خطوط کی تعداد، اکیانوے (۹۱) ہے گویا حضرت عمر فاروقؓ کے ارسال کردہ تین سو تریسٹھ ۳۶۳ خطوط اپنی مختلف شکلوں کے ساتھ اس کتاب میں یکجا ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ کا دور خلافت دس سال سے زائد عرصے پر محیط ہے اور اسلامی فوج کو اس پورے دور میں کئی جنگی مہمات درپیش آئیں جن کی عملاً رہنمائی خلیفہ ثانیؓ ہی کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ اپنی فوج اور اس کے سپہ سالاروں سے مستقل رابطے میں رہتے تھے اور تمام طرح کی جنگی حکمت عملی آپؓ کی ہی تشکیل کردہ ہوتی تھی اور اس حکمت عملی سے سپہ سالاران کو آگاہ کرنے کے لئے اس زمانے کا تیز ترین ذریعہ ابلاغ خطوط نویسی ہی تھا۔ جس کا حضرت عمر فاروقؓ نے بہ خوبی استعمال کیا۔

حضرت عمر فاروقؓ کے یہ مکتوبات موضوعات کے تنوع کے علاوہ اختصار و طوالت کی بھی مختلف صورتوں میں موجود ہیں۔ زیادہ تر خطوط سپہ سالاران کے لئے تحریر کیے گئے تاہم ہمیشہ عسکری معاملات پر ہدایات نہیں بھیجی گئیں۔ حضرت عمرؓ کے خطوط کا ایک خاصہ یہ ہے کہ یہ روزمرہ زندگی کے انتہائی چھوٹے سے چھوٹے معاملات کا احاطہ کرتے ہیں۔ جن میں مالِ غنیمت کی تقسیم کے اصول

طے کرنے سے لے کر وراثت کے معاملات اور اسی طرح دیت طے کرنے کے احکامات شامل ہیں۔ اسی طرح ان خطوط میں حرمتِ شراب، حدِ شراب، مسلمانوں کی دلجوئی، نماز کے قیام کے اہتمام، اور عدم ادائیگی پر سزا کا فرمان وغیرہ بھی شامل ہیں۔

حضرت عمرؓ کے خطوط کے مخاطب، سپہ سالارانِ افواج، گورنر، عمال، فوجی، عام مسلمان، مفتوحہ ممالک کے عوام و حکمران، بادشاہ، وغیرہ تھے۔ غرض حضرت عمرؓ کے خطوط کے موضوعات بھی ہمہ اقسام ہیں اور ان کے مخاطبین بھی متنوع ہیں۔

حضرت عمرؓ کے ان خطوط کا بہ نظرِ غائر جائزہ لیا جائے تو یہ خطوط اپنے مخاطب کو کسی ذاتی مقصد کے لئے نہیں تحریر کئے گئے۔ تمام خطوط سے بالواسطہ اور بلاواسطہ طور پر اشاعتِ دین اور مسلمانوں کی اصلاحِ احوال کا جذبہ کارفرما رہا۔ سپہ سالاران کو جنگی مہمات کے دوران جو خطوط ارسال کئے گئے ان کا مقصد مملکتِ اسلامیہ کی سرحدوں کی توسیع کے ذریعے اشاعت و وسعت اسلام تھا۔ ان جنگی مہمات کے دوران نہ صرف عسکری حکمت عملی کی تشکیل کے لئے خطوط تحریر کئے گئے بلکہ ان میں مفتوحہ ممالک کے اسلامی مملکت کے ماتحت آنے کے بعد وہاں اسلامی نظام کو رائج کرنے کے لئے اصول وضوابط متعین کرنے کی ہدایت بھی موجود تھیں۔ اس حوالے سے بھی فروغِ دین کا وظیفہ ہی ادا ہوا۔ یوں دس سال سے زائد عرصے میں ارسال کردہ یہ لاتعداد خطوط حضرت عمرؓ کی اشاعت و تبلیغ اسلام کی کوششوں کا ہی ایک حصہ متصور کئے جائیں گے۔

حضرت عمرؓ کی اشاعت اسلام کے لئے اختیار کردہ مختلف طریقۂ کار:

ا۔ انفرادی تبلیغ:

حضرت عمرؓ نے قبولیتِ اسلام کے بعد تبلیغ دین کے لئے کوششیں کیں۔ آپؓ نے اپنے حلقۂ اثر میں اسلام کی اشاعت کی کوشش کی۔ بین الافرادی ابلاغ کے ذریعے لوگوں کو دی گئی دعوت کے ضمن میں مولانا محمد یوسف کاندھلوی نے اپنی کتاب حیاۃ الصحابہ میں واقعات کے ذریعے صراحت کی ہے۔ پہلی روایت انہوں نے اسحٰق کی بیان کی ہے جس کے مطابق انہوں نے اپنے نصرانی غلام کو دعوتِ اسلام دی (کاندھلوی، س ن، حصہ اول) (۴۵) اسی طرح دوسری روایت حضرت اسلمؓ سے ہے جس کے مطابق انہوں نے ملکِ شام میں ایک بوڑھی نصرانی عورت کو تبلیغ کی (ایضاً) (۴۶) لیکن دونوں ہی نے اسے قبول نہیں کیا۔

۲۔ تبلیغی حکام:

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں فتوحات کا سلسلہ بہت تیزی سے جاری رہا آپؓ نے فتوحات کے لئے بھیجے جانے والے لشکروں اور ان کے حکام کو اشاعت اسلام کی خصوصی تاکید فرمائی۔ فوجی مہمات کی روانگی کے وقت سردارانِ لشکر کو خصوصی تاکید تھی کہ لڑائی کے آغاز سے قبل دعوت اسلام پیش کی جائے اور اتمامِ حجت کے بغیر لڑائی کا آغاز نہ کیا جائے دورانِ جنگ وہ سربراہانِ مملکت کی رہنمائی مستقل تحریری خطوط کے ذریعے کرتے، ان ہدایات میں فوجی نظم اور عسکری حکمت عملیوں کے علاوہ اسلامی تعلیمات کی وضاحت بھی موجود ہوتی تھی (پانی پتی، ۱۹۶۲ء) (۴۷)

۳۔ مبلغین کی روانگی:

شہنشاہ ایران، یزدگرد نے ایک لاکھ بیس ہزار فوج اسلامی فوج سے مقابلے کے لئے بھیجی۔ ایسے میں حضرت عمرؓ نے اسلامی فوج کے سپہ سالار سعد بن ابی وقاص کی، جو صرف تیس ہزار کی فوج کے ساتھ مقابلے کے لئے موجود تھے، ڈھارس بندھائی اور انھیں اللہ پر توکل کرنے کے لئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت عمرؓ سعد بن ابی وقاص کو ہدایت کی کہ:

''پہلے اپنے لشکر کے چند ہوش مند، ذی علم اور قابل آدمیوں کو بطور وفد بادشاہ کے پاس بھیجو کہ اسے اسلام کی تبلیغ کریں اور ہر ممکن طریقے سے اسے اسلام کی حقانیت اور سچائی کی طرف بلائیں اور اگر وہ کسی طرح نہ مانے تو پھر مجبوراً تلوار اٹھائیں، مگر پہل نہ کریں۔'' (ایضاً) (۴۸)

حضرت عمرؓ کی تاکید پر حضرت سعد بن ابی وقاص نے یزدجرد کو تبلیغ اسلام کے لئے مبلغینِ اسلام کا ایک وفد بھیجا۔ شہنشاہ ایران کو مبلغین کے ذریعے براہ راست دی جانے والی اس دعوتِ اسلام کے علاوہ رستم کو تبلیغ دین کے لئے پانچ علاحدہ کوششیں کی گئیں۔ رستم کی مصالحتی فرمائش پر دوسری بار حضرت سعدؓ نے ربعی بن عامر کو بھیجا۔ جنھوں نے مسلم فوج کی آمد کی غرض وغایت ان الفاظ میں بیان کی:

''غرض یہاں آنے کی صرف اشاعتِ اسلام اور تبلیغ مذہب ہے آپ خدا کی وحدانیت اور محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرلیں۔ تو ہم فوراً واپس چلیں جائیں گے۔ اسلام قبول نہ کریں تو جزیہ ادا کر کے ہماری امان اور ہماری حفاظت میں آجائیں۔ تمام ظالمانہ قوانین کو ختم کردیں۔ رعایا سے عدل، مساوات اور نرمی سے پیش آئیں۔ اپنے ملک میں تبلیغ کی کھلی اجازت دیں ہمارے خلاف کسی سازش میں شریک نہ ہوں اور ہماری حکومت کو تسلیم کریں یہ باتیں منظور نہ ہوں تو پھر یہی شکل رہ جاتی ہے کہ کھلے میدان میں نکل کر ہمارا مقابلہ کریں۔'' (نعمانی، ۱۸۹۸ء اور پانی پتی، ۱۹۶۲ء) (۴۹)

حضرت عمرؓ کے دور میں اسلامی مملکت کی توسیع:

فاروق اعظم کا کل زمانہ خلافت دس برس چھ مہینے چار دن رہا۔ فتوحاتِ فاروقی کی وسعت اور اس کے حدود اربعہ کا اندازہ اس سے بخوبی ہوسکتا ہے کہ مکہ معظمہ سے شمال کی جانب ۱۰۳۶ میل مشرق کی جانب ۱۰۸۷ میل، جنوب ۴۸۳ میل اور مغرب کی جانب جدہ تھا۔ اس میں شام، مصر، عراق، عرب نما جزیرہ، خوزستان، عراق، عجم، ارمینیہ، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان اور مکران جس میں کچھ حصہ بلوچستان سے بھی شامل ہے۔ (ابن خلدون، حصہ اول ۱۹۸۱ء) (۵۰)

بحیثیت مجموعی حضرت عمرؓ کے مفتوحہ ممالک کا مجموعی رقبہ ۲۲ لاکھ ۵۱ ہزار ۳۰ مربع میل تھا۔ مختلف ممالک کے ان شہروں کی تعداد جو حضرت عمرؓ کے عہد میں فتح ہوئے کتب تاریخ میں ایک ہزار چھتیس بیان کی گئی ہے۔ (پانی پتی، ۱۹۶۲ء) (۵۱)

دور فاروقی کی فتوحات میں کئی عوامل کا ہاتھ تھا۔ ان میں سپہ سالاروں کے انتخاب کا محتاط طریقۂ کار، حضرت عمر فاروقؓ کے

دلوں کو گرمانے اور شوق شہادت ابھارنے والے خطبات، قافلے کے معاملات پر نظر، سپہ سالاروں کی مستقل رہنمائی اور جنگی تدبر شامل تھا۔ ان کی ہدایت تھی کہ دشمن کی سرزمین پر پہنچتے ہی اطلاعات کے حصول کے لئے جاسوس اور ہراول دستے بھیجے جائیں۔

حضرت عمرؓ کی فتوحات میں شاعری کا کردار:

جنگوں میں جہاں حکمت عملی کا دخل ہوتا تھا وہیں مسلمانوں کی ان فتوحات کے پیچھے شعراء اور خطباء کا ہاتھ بھی ہوتا تھا۔ جنگ قادسیہ میں فوجوں کے آراستہ ہونے کے بعد اور عرب کے مشہور نصراء جس میں شماخ، خطبہ اوس بن مضرا، عبدہ بن الطیب، عمرو معدی کرب اور خطیبوں میں قیس بن ہبیرہ غالب، ابن الہذیل الاسدی، بسر بن ابی رہم الجہنی وغیرہ شامل ہیں۔ مسلمانوں کے دلوں کے گرماتے رہے اور بتایا جاتا ہے کہ فوج کو یوں لگتا کہ کوئی ان پر جادو کر رہا ہے ابن الہذیل الاسدی کے الفاظ یہ تھے کہ:

> خاندان سعدؓ تلواروں کو قلعہ بناؤ اور دشمنوں کے مقابلے میں شیر بن کر جاؤ، گرد کی زرہ پہن لو اور نگاہیں نیچی کرلو۔ جب تلواریں تھک جائیں تو تیروں کی باگ چھوڑ دو کیونکہ تیروں کو جہاں بار مل جاتا ہے تلواروں کو نہیں ملتا۔ اس کے ساتھ قاریوں نے میدان میں نکل کر آیتیں پڑھنی شروع کیں جس کی تاثیر سے دل دہل گئے اور آنکھیں سرخ ہوگئیں۔ (نعمانی، ۱۸۹۸ء)(۵۲)

ماحصل:

حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کا دور تو زندگی کے بیشتر گوشوں میں اضافے اور ترمیم کا نام تھا۔ اس ضمن میں اولیات فاروقی کی ایک طویل فہرست موجود ہے۔ آپؓ نے اشاعتِ اسلام کے لئے کئی نئے کام کئے۔ جن میں قرآن کی سورتوں کی جبراً تعلیم، قرآن کریم کی تلاوت میں صحتِ اعراب وتلفظ کا اہتمام، حفاظ کرام کی تیاری کے لئے وظائف کا اعلان، عمال حکومت اور حکومتی معاملات سے باخبر رہنے کے لئے خبر نگاری کے ساتھ خفیہ نویسی کا اہتمام آپؓ کے دور ہی میں ہوا اور سب سے بڑھ کر فتوحاتِ اسلامی کے ایک طویل سلسلے کے تحت اسلام کی بین الاقوامی سرحدوں میں اضافہ کیا۔ اور مفتوحہ علاقوں میں تعینات باکردار افراد کے مشاہدے سے اسلام ازخود لوگوں کے دلوں میں گھر کرتا گیا اور غیر مسلم اسلام کے دائرے میں داخل ہونے لگے۔

حضرت عمرؓ نے تبلیغ دین کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابلاغی حکمت عملی کو جیسی ہے ویسی کی بنیاد پر اختیار نہیں کیا بل کہ تدبر وحکمت کے ذریعے حالات وزمانے کی ضروریات کے پیش نظر اس میں کئی چند اضافہ کیا اور یہ اضافہ اشاعتِ اسلام کے لئے معاون ومددگار ہی ثابت ہوا۔ عام مشاہدہ ہے کہ پیغمبرانہ مشن کی تکمیل اور فروغ میں پیغمبر کے ایک یا چند حواریوں کا ہاتھ ہوتا ہے جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام کی تعلیمات کو پولوس حواری پھیلانے کا باعث بنا اسی طرح اگر یہ کہا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشاعت اسلام کے مقصد کو فروغ دینے میں بالخصوص حضرت عمرؓ اور ان کے بعد حضرت عثمانؓ نے فعال کردار ادا کیا تو بے جا نہ ہوگا۔

حوالہ جات(References)

۱۔ ابن خلدون، علامہ عبدالرحمٰن، (مارچ ۱۹۸۱)، مترجم علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی، تاریخ ابن خلدون، حصہ اول، نفیس اکیڈمی، اسٹریچن روڈ، کراچی، ص ۳۹۸۔

۲۔ رفیق، پروفیسر محمد مولانا، (ستمبر ۲۰۰۸ء) عشرہ مبشرہ، مکتبہ قرآنیات ص ۶۵۔

۳۔ ایضاً۔ ۴۔ ابن خلدون، حصہ اول، محولہ بالا ص ۳۹۸۔

۵۔ ابن ماجہ، الامام حافظ ابوعبداللہ محمد بن یزید، مترجم، مولانا عبدالحکیم خاں اختر شاہجہانپوری، جلد اول ص ۶۳۔

www.nafseislam.com/en/literature/ahadees/sahaasitta/sunanibneMaja/001/sunanibnemaja

۶۔ ہیکل، محمد حسین (۲۰۰۲)، مترجم، حبیب اشعر دہلوی، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فکشن ہاؤس، مزنگ روڈ، لاہور، ص ۶۹۔

۷۔ ابن ہشام، ابومحمد عبدالمالک، (۱۹۹۴)، مترجم سید یٰسین علی حسنی نظامی دہلوی، سیرت النبی ﷺ، جلد اول، ادارۂ اسلامیات، لاہور، کراچی، ص ۲۲۲۔

۸۔ تلمسانی، عمر، مترجم، حافظ محمد ادریس، (۱۹۹۷)، شہید المحراب عمر بن الخطابؓ، اشاعت ششم، البدر پبلیکیشنز، اردو بازار، لاہور، ص ۶۷۔

۹۔ بخاریؒ، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، (۱۹۸۵ء)، علامہ وحیدالزماں، صحیح بخاری شریف، جلد دوم، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ص ۲۷۸ تا ص ۲۷۹۔

۱۰۔ طبری، علامہ ابی جعفر محمد بن جریر، (۲۰۰۳)، تاریخ طبری: تاریخ الامم والملوک، جلد دوم، حصہ دوم دارالاشاعت، اُردو بازار ایم-اے جناح روڈ، کراچی، ص ۶۱۸ تا ص ۶۱۹۔

۱۱۔ الصلابی، ڈاکٹر علی محمد، (اکتوبر ۲۰۱۰)، ترجمہ مولانا ندیم شہباز، سیرت عمر فاروقؓ جلد دوم، دارالسلام ص ۳۷۷۔

۱۲۔ ابن سعد، محمد، (۱۹۸۳ء)، مترجم علامہ عبداللہ العماوی، طبقات ابن سعد، حصہ دوم، نفیس اکیڈمی، اسٹریچن روڈ، کراچی، ص ۶۳۔

۱۳۔ ایضاً۔ ۱۴۔ ابن خلدونؒ دوم، حصہ اول، محولہ بالا ص ۳۸۴۔

۱۵۔ حسین، محمد طٰہٰ، (س ن)، مترجم، حسن عطا، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور فاروق اعظم، نفیس اکیڈمی، کراچی، ص ۲۱۰۔

۱۶۔ عمر، ابوالنصر، مترجم، شیخ محمد احمد پانی پتی (۱۹۵۵)، خلفائے محمد ﷺ، ادارہ فروغ اردو، ص ۱۴۰ تا ص ۱۴۱۔

۱۷۔ ندوی شاہ معین الدین احمد، (۱۹۷۵ء)، تاریخ اسلام عہد رسالت اور خلافت راشدہ، جلد اول، غضنفر اکیڈمی کراچی، ص ۱۹۵ تا ص ۱۹۶۔

۱۸۔ نیازی، ڈاکٹر لیاقت خان (۱۹۹۵)، اسلام کا قانونِ صحافت رانا سلطان محمود، معراج دین پرنٹر، لاہور، ص ۸۵۔

۱۹۔ عمر، محولہ بالا، ص ۱۴۹۔ ۲۰۔ ایضاً ص ۱۵۱۔

۲۱۔ ندوی (۱۹۷۵ء)، محولہ بالا ص ۲۰۶۔

۲۲۔ نعمانی، علامہ شبلی، (۱۸۹۸)، الفاروق، حذیفہ اکیڈمی، الفضل مارکیٹ، لاہور، ص ۲۳۹۔

۲۳۔ ایضاً۔

۲۴۔ ندوی، (۱۹۷۵) محولہ بالا، جلد اول، ص ۲۰۶۔
۲۵۔ نعمانی، (۱۸۹۸) محولہ بالا ص ۲۳۸۔
۲۶۔ عمر محولہ بالا، ص ص ۱۴۷ تا ۱۴۸۔
۲۷۔ طبری، (۲۰۰۳) محولہ بالا، جلد سوم، حصہ اول، ص ۲۳۵۔
۲۸۔ الصلابی، (۲۰۱۰) محولہ بالا، جلد دوم، ص ۵۵۳۔
۲۹۔ ایضاً۔
۳۰۔ نعمانی، (۱۸۹۸) محولہ بالا، ص ۲۲۹ تا ص ۲۳۱۔
۳۱۔ ندوی، شاہ معین الدین احمد، (۱۹۸۷)، خلفائے راشدین: سیر الصحابہؓ کے حصہ مہاجرین کی پہلی جلد، ادارہ اسلامیات، 190، انارکلی، لاہور ۲ جلد اول، ص ۱۴۷۔
۳۲۔ ایضاً، ص ۱۴۸۔
۳۳۔ ایضاً، ص ۱۴۹۔
۳۴۔ نعمانی، (۱۸۹۸)، محولہ بالا، ص
۳۵۔ ایضاً، ص ۲۴۰ تا ص ۲۴۱۔
۳۶۔ آرنلڈ، پروفیسر، ٹی ڈبلیو، مترجم: ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ، (۱۹۷۲)، دعوتِ اسلام، محکمہ اوقاف پنجاب، لاہور، ص ۵۵۔
۳۷۔ دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث، (س ن)، مترجم، مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، جلد دوم، نور محمد، کارخانہ تجارتِ کتب، آرام باغ، کراچی، ص ۲۹۸۔
۳۸۔ عمر محولہ بالا، ص ۱۴۹۔
۳۹۔ ایضاً، ص ۱۵۰۔
۴۰۔ ندوی، (۱۹۸۷) ص ۱۴۹۔
۴۱۔ الصلابی، (۲۰۱۰) محولہ بالا، جلد اول، ص ۴۷۱۔
۴۲۔ ایضاً، ص ۴۷۳۔
۴۳۔ حسین، محمد طہٰ، مترجم، حسن عطا، (س ن)، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور فاروق اعظم، نفیس اکیڈمی، کراچی، ص ۲۰۰۔
۴۴۔ فارق، ڈاکٹر خورشید احمد، (۱۹۷۸) حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط، ادارۂ اسلامیات، لاہور، ص ۱۷ تا ص ۳۰۹۔
۴۵۔ کاندھلوی، (س ن) حصہ اول، ص ۱۸۸۔
۴۶۔ ایضاً، ص ۱۸۹۔
۴۷۔ پانی پتی، (۱۹۶۲)، محولہ بالا، ص ۴۰۴ تا ص ۴۰۵۔
۴۸۔ ایضاً، ص ۴۰۸ تا ص ۴۰۹۔
۴۹۔ نعمانی، محولہ بالا، ص ۱۸۳ اور پانی پتی، ایضاً، ص ۴۱۲۔
۵۰۔ ابنِ خلدون، محولہ بالا، حصہ اول، ص ۳۸۴۔
۵۱۔ پانی پتی، (۱۹۶۲)، محولہ بالا، ص ۴۰۰ تا ص ۴۰۱۔
۵۲۔ نعمانی، (۱۸۹۸) محولہ بالا، ص ۸۷۔